



باب نمبر 9۔ کاروباری شراکت کے

383

اسلامی اصول

386

جواز مضاربیت دلائل کی روشنی میں

388

لغوی معنی

388

مضاربیت کا لغوی معنی

388

شرعی معنی

389

تفصیلی تعریف

391

تعریف میں مختلف قیود کے فوائد

391

پہلی قید کا فائدہ

391

دوسری قید کا فائدہ

392

حدیث شریف سے مضاربیت کا جواز

394

آثار صحابہ میں مضاربیت کا جواز

400

شرکت مضاربیت کا رکن

401

الفاظ ایجاب

401

الفاظ قبول

401

اقسام مضاربیت

402

مضاربیت مطلقہ

402

مضاربیت مقیدہ

404

شرائط راس المال

405

راس المال معلوم

407

شرائط ربح

409

مضاربیت کے حقوق

411

مضاربیت فاسدہ

أَحْمَدُكَ اللَّهُمَّ يَا مُجِيبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ هُوَ
أَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ ذَوِي الْفَضَائِلِ
أَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَأَخْرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ
صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ
مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ و عظم نوالہ و اعظم شانہ و اتم برہانہ کی حمد و ثناء اور
حضور سرور کائنات، مقرر موجودات، زینت بزم کائنات، دستگیر جہاں، نغمسار زماں
سید سرواں، حامی بیکساں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جناب محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار میں ہدیہ درود و سلام عرض کرنے کے بعد:
وارثان منبر و محراب، ارباب فکر و دانش، اصحاب محبت و مودت، حاملین

عقیدہ اہل سنت نہایت ہی معزز و محترم حضرات و خواتین، سامعین و ناظرین!
رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ہم سب کو ادارہ صراطِ مستقیم کے زیرِ اہتمام
فہم دین کورس کے سولہویں پروگرام میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔
آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

کاروباری شراکت کے اسلامی اصول

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن و
سنت کے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

موجودہ حالات میں سب سے زیادہ جس جانب توجہ کی ضرورت ہے، وہ
اسلام کا معاملاتی نظام ہے، ہمارے ہاں اسلام کے نظام عبادات کے ساتھ کچھ نہ
کچھ لوگوں کی لگن برقرار ہے مگر معاملات کو بالکل طاق نسیان میں رکھ دیا گیا ہے اور
اس طرح ہمارے خلاف اُن کا پراپیگنڈہ کامیاب ہوتا نظر آ رہا ہے جو کہتے ہیں کہ
اسلام کا تعلق مختلف شعبہ جات سے نہیں ہے، ہم عملاً معاذ اللہ یہ ثابت کر رہے ہیں
کہ اسلام صرف مسجد تک ہے اور اس کا تعلق تھانے، کچہری یا بازار کیساتھ نہیں، جب
کہ حقیقت اس سے بالکل مختلف ہے۔

ہمارا اسلام مسجد کا اسلام بھی ہے اور بازار کا اسلام بھی ہے، یہ تمام شعبہ جات
زندگی کے لئے **life Code** ہے اور یہ مکمل ضابطہ حیات ہے۔ آج عمومی طور پر یہ
سمجھا جاتا ہے کہ جب دو حضرات آپس میں کاروبار کر رہے ہیں تو وہ راضی ہیں تو ان
کی رضا کافی ہے، جب ایک نے دوسرے کے ساتھ کوئی شراکت کی ہے اور دونوں

نے آپس میں معاہدہ طے کر لیا تو اس کے بعد اب تیسری کوئی چیز باقی نہیں رہی۔
جب کہ اسلام کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ اسلام صرف فریقین کی خوشنودی اور ان کی چاہت کا طلب گار نہیں ہے بلکہ اسلام نے مومنین پر یہ لازم کیا کہ تمہارے دنیاوی معاملات تب **final** قرار پائیں گے کہ جب اسلام بھی راضی ہوگا اور اسلام کی طرف سے بھی اس کو قانونی حیثیت دی جائے گی۔

یہاں پر بائع اور مشتری کا خوش ہو جانا کافی نہیں ہے یعنی ایک شخص جو کسی کے ساتھ **partnership** کرنا چاہتا ہے، ان دونوں کا آپس میں راضی ہونا کافی نہیں ہے، بلکہ باقاعدہ اسلام کو راضی کرنا پڑے گا اور اگر اسلام راضی ہوگا تو پھر وہ دنیاوی کاروبار نہیں ہوگا بلکہ وہ نیکیوں کا ایک گلشن بن جائے گا۔

جواز مضاربہت دلائل کی روشنی میں

ہماری آج کی جو گفتگو ہے، وہ کاروباری شراکت کے اصولوں کے بارے میں ہے۔ کاروباری شراکت جس پر ایک مفہوم کے لحاظ سے سینکڑوں مسائل کے لحاظ سے بحث کی جاسکتی ہے، مگر ہم وقت کے اختصار کے پیش نظر آج کی گفتگو صرف شرکت مضاربہت تک محدود رکھیں گے۔

شرکت مضاربہت جس کو **Sleeping Partnership** کہا جاتا ہے اس کے چند اصول ہیں کہ اس کا معنی کیا ہے؟ اس کا رکن کیا ہے؟ اس کی شرائط اور مختلف صورتیں کیا ہیں؟ اور یہ کیسے معطل ہو جاتی ہیں؟

اس کو بیان کر کے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ ہمارا دین زندہ ہے اور اس کے تمام

شعبہ جات زندہ ہیں اور جس نے محمد رسول اللہ ﷺ سے پڑھا ہے، اس نے صرف یہ نہیں پڑھا کہ میں نے آخرت پر ایمان، رسول اللہ ﷺ پر ایمان کا ہی معاہدہ کیا بلکہ اس نے رب سے یہ عہد کر لیا ہے کہ اے اللہ! نظام زندگی میں، کاروبار حیات میں جو تجھے پسند ہے، وہی مجھے پسند ہے، اور جو تیرا حکم ہے، میں اس کا پابند ہوں۔ اسلام Ideology کا ایک مکمل ضابطہ ہے۔ اس واسطے مومن کبھی بھی اسلام کی راہوں سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اسے ہر مسئلہ اسلام سے پوچھنا پڑے گا اور اسلام میں یہ جامعیت ہے کہ وہ کبھی بھی اپنے ماننے والوں کو پریشان نہیں کرتا، بلکہ ہر مسئلے میں رہنمائی کرتا ہوا نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ کا سورۃ المزمل کی آیت نمبر ۲۰ میں فرمان موجود ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قرآن مجید

وَأَخْرُوجُ يُعْضِرُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ

اور کچھ دوسرے لوگ جو کہ زمین میں سفر کریں گے اور زمین میں سفر کر کے اللہ کا فضل تلاش کریں گے۔

یہاں پر اللہ کے فضل سے مراد کسب حلال اور رزق حلال ہے۔

اس کے لئے زمین میں سفر کرنا، یہ مضاربت ہے اور شراکت ہے کہ جس کی بنیاد پر وہ اپنے لئے لقمہ حلال تلاش کرتا ہے اور جانہین کے لئے اللہ تعالیٰ کے جو اصول ہیں ان کو جب وہ پیش نظر رکھتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے، جس طرح قرآن مجید، برہان رشید میں اس کا تذکرہ ہے۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مضاربت کا معنی کیا ہے۔

لغوی معنی

شرکت کا لغوی معنی تو آپ جانتے ہیں کہ دو پارٹیاں آپس میں کسی کام کے اندر شریک ہو جائیں تو اس کو شرکت کہا جاتا ہے اور وہ ایک کمپنی بن جاتی ہے۔

مضاربت کا لغوی معنی

جانبین سے ایک دوسرے پر ضرب واقع کرنا۔

شرعی معنی

هِيَ شُرْكَةٌ بِمَالٍ مِنْ جَانِبٍ وَعَمَلٍ مِنْ جَانِبٍ

شرکت مضاربت یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص اپنا مال دے اور دوسرا اپنا ٹائم دے۔ ایک کی طرف سے مال ہو اور دوسرے کی طرف سے ٹائم ہو اور آپس میں معاہدہ کر لیں کہ اتنا مال میں تجھے دے رہا ہوں اور تم نے اس میں کاروبار کرنا ہے اور جو profit ہوگا، وہ ہم آپس میں تقسیم کر لیں گے، جو بھی شرائط طے کرتے ہیں، ایک کہتا ہے کہ نصف نصف بانٹ لیں گے یا ایک کہتا ہے میرا دو حصے ہوگا، ایک حصہ تمہارا ہوگا، اس بنیاد پر وہ profit کو تقسیم کرتے ہیں۔

تو شرکت مضاربت میں دونوں طرف سے مال نہیں ہوتا، ایک طرف سے مال ہوتا ہے۔ ایک صاحب مال ہے اور دوسرا عامل ہے، دوسرا کام کرے گا، دوسرا کاروبار کرے گا، ایک خاص نفع کی شرح کے اوپر جو ان کا آپس میں معاہدہ ہو گیا اس

کو شراکت مضاربہ کہا جاتا ہے۔

تفصیلی تعریف

هِيَ اَنْ يَدْفعَ الْمَالِكُ اِلَى الْعَامِلِ مَالاً

مالک عامل کو مال دیتا ہے

لِيَتَجَرَّ فِيهِ

تاکہ وہ اس میں تجارت کرے

وَيَكُونُ الرَّبْحُ مُشْتَرَكاً بَيْنَهُمَا

اس شرط پر کہ منافع مشترکہ ہوگا

(الفقه الاسلامی: ۵/۳۹۲۴)

بِحَسَبِ مَا شَرَطَا

جیسے ان دونوں کی مرضی ہو۔

یعنی اس میں اسلام پابندی نہیں لگا تا کہ اتنا صاحب مال کا نفع ہونا چاہئے اور اتنا عامل کا ہونا چاہئے، بلکہ وہ ان کی رضا مندی پر چھوڑتا ہے لیکن آگے یہ شرط ہے کہ وہ کسی عدد کو معین نہیں کر سکتے کہ تیرا ہزار ہے اور میرا دو ہزار ہے، یا تیرا پانچ سو ہے اور میرا ہزار ہے، اس طرح عدد سے معین نہیں کر سکتے۔

یہ کہہ سکتے ہیں کہ جتنا منافع ہو، اس میں نصف تیرا ہے اور نصف میرا ہے، یا ثلث تیرا ہے اور ثلثین میرے ہیں، اس بنیاد پر حصوں کے لحاظ سے تقسیم کر سکتے ہیں، ویسے اگر وہ معین کریں گے، تو سود بن جائے گا۔

کیونکہ ہو سکتا ہے تجارت میں نقصان ہو اور profit ہو ہی نہ۔ ہو سکتا ہے

profit کم ہو اور طے زیادہ کیا گیا ہو، تو اس میں کسی ایک کا نقصان ہو سکتا ہے، اس میں اس لحاظ سے یہ تقسیم کر دیا جائے کہ مہینے کے بعد پانچ ہزار میرا ہوگا اور باقی تیرا ہوگا، اس طرح کی صورتحال یا کوئی اور کسی عدد معین سے **profit** کو تقسیم کیا جائے تو وہ جائز نہیں ہے۔

یہ کہا جائے کہ جو کچھ ہو اس میں سے نصف تیرا ہے اور نصف میرا ہے۔ لہذا اس صورت میں اگر سومنافع ہوگا تو اس کا نصف ہو جائے گا، اگر ہزار ہوگا تو اس کا نصف ہو جائے گا، اور اگر نہیں ہوگا تو اس کا کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اس صورت میں کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ اس انداز سے **profit** کو اس کی شرح کے لحاظ سے معین کر لینا چاہیے عدد کے لحاظ سے اس کو تقسیم نہیں کرنا چاہیے بلکہ حصوں کے لحاظ سے اس کو تقسیم کر لینا یہ مضاربت اسلامی کا ابتدائی حصہ ہے۔

دوسری شرط

مضاربت کی شکل میں جتنا خسارہ ہوگا، وہ مضارب کا ہوگا، خسارہ مالک کا شمار ہوگا۔ چونکہ اس صورت میں جو کاروبار کر رہا ہے، اس کی محنت ضائع ہوگی، جب کچھ بھی نہ بچا تو اس نے جتنی محنت کی، وہ ضائع ہوگئی اور جو خسارہ ہوا، وہ مالک کا شمار ہوگا، اس میں یہ اس پر نہیں ڈالا جائے گا کہ تم خسارے میں بھی برابر کے شریک ہو جاؤ، نہیں نہیں! نفع میں ایک شرح معین کر دی جائے گی اور خسارہ ہو گیا تو وہ رب المال کا ہوگا۔

تعریف میں مختلف قیود کے فوائد

مضاربت کی تعریف میں جتنی قیود آئی ہیں، اب ہم ان کے فوائد کو بیان کرتے ہیں۔

پہلی قید کا فائدہ

أَنْ يَدْفَعَ الْمَالِكُ إِلَى الْعَامِلِ مَالًا
مالک اپنا مال عامل کو دے گا۔

لہذا اگر مال نہ دیا جائے، بلکہ منافع دیا جائے تو اس کو مضاربت نہیں کہہ سکیں گے۔ مثال کے طور پر کوئی شخص کسی کو رہائش کے لئے مکان دیتا ہے، اب اس میں رہائش رکھنا ایک منافع ہے اور کہتا ہے کہ تم میری جگہ رہائش رکھو اور تم اپنے پیسوں سے کاروبار کرو، اس میں profit نصف نصف تقسیم ہو جائے گا، ایسی صورتحال میں اس کو مضاربت نہیں کہہ سکیں گے اور وہ جائز نہیں ہوگا، اس واسطے کہ یہاں مالک نے مال نہیں دیا بلکہ اس نے ایک منافع دوسرے کو دیا ہے اور اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

وہ دکان کا کرایہ پر دینا ہو یا رہائش پر مکان دینا ہو، تو مضاربت میں ابتدائی شرط یہ ہے کہ ایک شخص اپنی طرف سے مال پیش کرے اور دوسرا اس میں عمل کرے، اور اس میں کاروبار کرے۔

دوسری قید کا فائدہ

يَكُونُ الرَّبْعُ مُشْتَرَكًا بَيْنَهُمَا

اور ان دونوں کے درمیان ربح مشترک ہو
اگر ربح مشترک نہ ہو تو اس کو مضاربت نہیں کہہ سکیں گے، خواہ اس طرح
مشترک نہ ہو کہ سارا **profit** مالک کا ہو، پھر بھی یہ مضاربت نہیں ہے اور اگر سارا
profit کاروبار کرنے والے کا ہو تو پھر بھی مضاربت نہیں ہے۔ اگر سارے کا
سارا کاروبار کرنے والے کا بنائیں گے تو اس کو قرض کہا جائے گا اور اگر سارے کا
سارا مالک کا بنائیں گے تو اس کو مبادہ کہا جائے گا۔ مضاربت اسی صورت میں بنے
گی کہ ایک شخص اپنا مال پیش کرے، دوسرا اپنی محنت پیش کرے اور دونوں میں طے
بھی ہو گیا کہ منافع تقسیم ہوگا۔

اگر منافع تقسیم نہ ہو، مال ایک کا ہو، کام دوسرا کرے تو اس کو وکالت کہتے ہیں
کہ دوسرا اس کا وکیل بن گیا ہے اور وہ اس کی طرف سے کام کر رہا ہے، سارا منافع
مالک کا ہے، اور وکیل کو تنخواہ ملے گی، اس کو اپنے کام کی اجرت ملے گی۔ اس کو
partnership نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک مال پیش
کرتا ہے اور دوسرا کام کرتا ہے اور یہ طے ہو چکا ہے کہ جو **profit** ہے، اس کو تقسیم
کیا جائے گا۔

حدیث شریف سے مضاربت کا جواز

یہ حدیث شریف طبرانی کی معجم الاوسط اور مجمع الزوائد میں موجود ہے رسول
اکرم ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ایک تجارت کا طریقہ وضع
کیا، وہ طریقہ جس وقت نبی ﷺ کے پاس پہنچایا گیا تو ہمارے محبوب ﷺ نے اس

کی تصدیق فرمائی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی تہلیل کا طریقہ کیا تھا؟
 إِذَا دَفَعَ الْمَالُ مُضَارِبَةً اشْتَرَطَ عَلَى صَاحِبِهِ أَنْ لَا يَسْلُكَ بِهِ بَحْرًا
 حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب کسی کو مال دیتے تھے تو یہ شرط لگا دیتے تھے
 کہ یہ میرا مال ہے، تم نے اس میں کاروبار کرنا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ
 أَنْ لَا يَسْلُكَ بِهِ بَحْرًا
 میرا مال لے کے تم بحری سفر نہیں کر سکتے۔
 یعنی خطرہ ہے کہ کہیں ضائع نہ ہو جائے، یہ شرط اپنی طرف سے لگا دیتے تھے
 وَلَا يَنْزِلُ بِهِ وَادِيًا
 اور میرا مال لے کے تم کسی وادی میں پڑاؤ بھی نہیں کر سکتے۔
 کسی آسان رہائش کی جگہ پر تم نے ٹھہرنا ہے، کہیں جنگل میں تم نے ڈیرہ
 نہیں لگانا۔

وَلَا يَشْتَرِي بِهِ دَابَّةً ذَاتَ كَبِدٍ رَطْبَةً
 تم نے میرے پیسے سے کوئی جانور بھی نہیں خریدنا، یعنی وہ ذی روح کہ جس
 کے مرجانے کا خطرہ ہے، ہو سکتا ہے، سارے پیسے ڈوب جائیں۔
 حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ شرط بھی لگا دی کہ پیسہ میرا ہے اور یہ شرائط
 ہیں، کاروبار تم نے کرنا ہے مگر ان باتوں سے بچ کے کرنا ہے، نہ تو میرا پیسہ لے کر تم
 نے سمندری سفر کرنا ہے اور نہ ہی کسی وادی میں پڑاؤ کرنا ہے اور نہ ہی تم نے اس

سے کوئی جانور خریدنا ہے۔

فَإِنْ فَعَلَ ذَلِكَ ضَمِنَ

اگر تم نے یہ کام کیا اور نقصان ہو گیا تو تمہیں ضمانت دینا پڑے گی۔

یہ پہلے انہوں نے شرط میں رکھ دیا

فَبَلَغَ شَرْطُهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

ہمارے نبی ﷺ تک جب یہ شرط پہنچی

فَاجَازَهُ (مجمع الزوائد: ۴/۱۶۱)

تو محبوب ﷺ نے اس کو جائز قرار دے دیا۔

میرے چچا نے تجارت کا ایک نیا طریقہ متعارف کروایا ہے، یہ میری شریعت کے مطابق ہے، پیسہ ایک طرف سے ہے اور عمل دوسری طرف سے ہے اور منافع آپس میں تقسیم ہوگا، اور مالک کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اگر شرائط لگانا چاہے تو وہ لگا سکتا ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جو شرائط لگائیں ان شرائط کے لحاظ سے سید عالم ﷺ نے اس عقد کو جائز قرار دیا۔ تو پتہ چلا کہ یہ مضاربت کا جو طریقہ ہے، یہ آج کی ایجاد نہیں ہے بلکہ نبی ﷺ کا یہ رائج کردہ طریقہ ہے۔

آثار صحابہ میں مضاربت کا جواز

یہ اثر نصب الرایۃ میں موجود ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا، آپ امیر المومنین ہیں اور آپ کے دونوں بیٹے جہاد پر ہیں، یعنی عبداللہ بن عمر اور حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عراق کے جہاد پر تھے۔ عراق میں وہ لشکر

کے ساتھ گئے ہوئے تھے تو وہاں پر جو گورنر تھے، وہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے، مفتوحہ علاقے سے آگے ایرانی سرحد کی طرف جہاد بڑھ رہا تھا تو جس وقت یہ دونوں صاحبزادے واپس آنے لگے تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ذہن بھی تجارت کے اصولوں کی طرف مائل تھا۔ جس وقت وہ دونوں واپس آنے لگے تو گورنر سے ملے، تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری ایک تجویز ہے، میں نے بیت المال میں کچھ فنڈ بھیجنا ہے تو میں وہ تمہیں دیتا ہوں، تمہیں بطور قرض دیتا ہوں اور تم دونوں ان پیسوں سے عراق میں سے کچھ چیزیں خرید لو اور وہ جا کر مدینہ شریف میں فروخت کرو، وہ چیزیں فروخت کر کے جتنے پیسے بیت المال کو دینے ہیں، اتنے بیت المال کو دے دو اور باقی منافع آپس میں تقسیم کر لو۔

یہ تجویز انہوں نے پیش کی کہ ویسے میں نے بیت المال میں یہ فنڈ بھیجنا ہے، وہاں تک پہنچنے سے پہلے پہلے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، لیکن اگر ان بچوں کا فائدہ ہو جائے تو یہ اچھا ہے، لہذا انہوں نے کہا کہ یہاں سے کچھ چیزیں خریدو اور وہاں جا کر فروخت کر دو لیکن یہ تم پر لازم ہے کہ جتنے پیسے تم کو دے رہا ہوں، اتنے پیسے تمہیں بیت المال کو دینے پڑیں گے اور باقی تمہارا بھی فائدہ ہو جائے گا۔ دونوں شہزادوں نے آپ کی بات مان لی کہ ٹھیک ہے ہم یہاں سے shopping کرتے ہیں اور وہاں مدینہ شریف کی منڈی میں فروخت کریں گے، جتنے پیسے بیت المال کو دینے ہیں، اتنے دے دیں گے اور باقی منافع ہم لے لیں گے۔

ایسی صورتحال میں جب دونوں شہزادوں نے shopping کر لی اور

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رقعہ لکھ کر امیر المومنین کو بھیج دیا کہ اتنے پیسے تمہارے بیٹوں کے پاس بیت المال کے ہیں، جب یہ پہنچیں تو ان سے اتنے پیسے وصول کر لئے جائیں، یہ دونوں جس وقت مدینہ شریف پہنچے تو وہاں جا کر انہوں نے جو کچھ عراق سے shopping کی تھی، مدینہ شریف کی منڈی میں جب اس کو بیچا تو ان کو کافی profit حاصل ہو گیا، انہوں نے بیت المال میں جتنی رقم جمع کرانی تھی اتنی امیر المومنین کے پاس لے گئے اور باقی انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا حق ہے، ہم نے تجارت کی ہے اور اس سے ہمیں یہ فائدہ حاصل ہو گیا ہے، لہذا وہ ہم رکھیں گے، مگر وہ زمانہ تھا، زمانے کے معتبر انسان اور عدالت کے تاجدار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا۔ جب ان تک معاملہ پہنچا تو ان دونوں صاحبزادوں نے کہا کہ یہ پیسہ بیت المال کا ہے، جتنا تھا اتنا ہی دے رہے ہیں اور ہمیں کچھ منافع بھی ہو گیا ہے اور وہ ہم رکھ رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً پکڑ لیا اور فرمایا:

أَكُلُّ الْجَبِشِ قَدْ أَسْلَفَ كَمَا أَسْلَفَكُمَا؟

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جتنا تمہیں قرض دیا تھا، کیا اتنا باقی فوجیوں کو

بھی دیا تھا۔

فَقَالَ لَا

تو انہوں نے کہا نہیں۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے صرف ہمیں ہی دیا ہے، انہوں نے قرض دیا ہے، ہم نے محنت کی ہے اور اتنا ہی ہم بیت المال کو دے رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی

اللہ عنہ کہنے لگے:

لَا

ایسا نہیں ہوگا

اگر ہر فوجی کو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پیسے دیتے کہ تم یہاں سے shopping کرو اور مدینہ شریف میں بیچو اور پھر پیسے بیت المال کو دو اور profit اپنے پاس رکھو، تو پھر امیر المؤمنین کے بیٹے ایسا کر لیتے اور اگر باقی فوجیوں کو یہ سہولت نہیں دی تو پھر تمہیں بھی نہیں دی جاسکتی، وہ سارے پیسے نکالو، جو تم کو profit ملا ہے، وہ بیت المال کا حصہ ہے، وہ بھی ہم بیت المال میں جمع کریں گے، اصل بھی بیت المال کا ہے اور جو اس پر profit ہے، وہ بھی بیت المال کا ہے:

أَمَّا عَبْدُ اللَّهِ فَسَكَتَ وَأَمَّا عُبَيْدُ اللَّهِ فَقَالَ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس وقت یہ فیصلہ کیا تو دونوں بیٹوں میں سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تو خاموش ہو گئے، لیکن حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ بولے، کہنے لگے:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ

اے امیر المؤمنین!

صرف ایک جانب دیکھ رہے ہو، دوسری جانب بھی دیکھو تو سہی،

لَوْ هَلَكَ الْمَالُ ضَمِنَّا

اگر یہ مال ہلاک ہو جاتا، یہ پیسہ گم ہو جاتا، یہ ہمارے پاس چونکہ بطور امانت

تھا تو ہمیں یہ پورا کرنا پڑتا، یہ ہمارے پاس قرض تھا، لہذا گم ہونے کی صورت میں یہ پورا کرنا پڑتا، تو اگر ڈوب جاتا تو ہمیں ضمانت دینا پڑتی، لیکن ہمیں اس سے فائدہ حاصل ہو گیا ہے تو ہم نے خود اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا ہے، ہو سکتا تھا، یہ پیسہ لٹ جاتا اور یہ ہم سے ضائع ہو جاتا، تو پھر ہمیں یہ پورا کرنا پڑتا۔

دوسری طرف ہمیں اس سے فائدہ ہو گیا ہے تو جب نقصان کی صورت میں ہمیں ادائیگی کرنا پڑتی، اگر ہمیں profit مل گیا ہے تو اس بنیاد پر ہمارے لئے جائز ہونا چاہئے کہ profit ہمارا ہو اور اصل پیسہ بیت المال کو دے دیا جائے۔

جب عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابھی تک ان کو اس بات کا جواب نہیں دیا تھا کہ محفل میں ایک صحابی بیٹھے تھے، انہوں نے اپنی طرف سے تجویز پیش کی:

فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَاءِ عُمَرَ

ایک صحابی مجلس میں سے اٹھا اور کہنے لگا

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ

اے امیر المؤمنین!

یہاں ایک اور فقہی جزئیہ موجود ہے، اگر آپ وہ جزئیہ لگائیں تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

لَوْ جَعَلْتَهُ قِرَاضًا

اگر آپ اس پیسہ کو بیع مضاربہ بنا دیں۔

شرکت مضاربہ بت قرار دے دیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ایک فریق ہیں، تمہارے صاحبزادے دوسرا فریق ہیں، اور وہ بیت المال کو نائب کی حیثیت سے پیسہ دے رہے ہیں، کام تمہارے بیٹوں نے کیا ہے، اب نفع دونوں میں تقسیم ہو جائے گا، بیت المال میں اور تمہارے بیٹوں میں، نہ تو یہ ہوگا کہ سارا نفع بیت المال کو مل جائے اور نہ یہ ہوگا کہ سارا نفع تمہارے بیٹوں کو مل جائے، اصل رقم بھی بیت المال کو ملے گی اور جو منافع ہے وہ بیت المال اور تمہارے بیٹوں میں تقسیم ہو جائے گا۔

قربان جائیں عادل لوگوں کے پہرے دار بھی عادل ہوتے ہیں۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھنے والا وہ شخص کتنا فقیہ اور زیرک نکلا اور شرکت مضاربہ کا ایک تصور جو دربار رسالت ﷺ سے چلا تھا اور وہ اس وقت آنکھوں سے اوجھل تھا، امیر المومنین کے سامنے صورتحال واضح نہیں ہو رہی تھی، بیٹے اپنا کیس لڑ رہے تھے، تو اس صحابی کے کہنے پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فیصلہ فرمادیا۔
ٹھیک ہے، ہم اس کو شرکت مضاربہ بت بناتے ہیں۔

فَرَضِيْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس صحابی کی بات سن کر راضی ہو گئے۔
کہ ٹھیک ہے اصل رقم بیت المال کی ہے، profit تقسیم ہوگا، نصف بیت المال کا ہوگا اور نصف profit میرے بیٹوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

وَآخِذْ رَأْسَ الْمَالِ وَنِصْفَ رِبْحِهِ

تو آپ نے بیت المال کے لئے اصل مال لے لیا اور منافع سے نصف بھی لے لیا۔

أَخَذَ عَبْدُ اللَّهِ وَعُبَيْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نِصْفَ رِبْحِ الْمَالِ
حضرت عبداللہ اور حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہما نے منافع سے نصف حصہ لے لیا۔

اب دیکھو یہ ہے نظام مصطفیٰ ﷺ، یہ ہیں اسلام کے حکمران، یہ ہیں سید عالم ﷺ کے تربیت یافتہ لوگ اور یہ ہیں صفہ کے پڑھے ہوئے، یعنی اگر اپنا معاملہ ہو تو مسئلہ گول کر دیا جائے اور دیگر لوگوں کا معاملہ تو وہاں تحقیقات کی جائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کے اعتراض کرنے سے پہلے خود Action لیا اور فرمایا، ایسا نہیں ہو سکے گا کہ امیر المومنین کے بیٹوں کو ایک امتیازی حیثیت دے دی جائے، اگر باقی سارے یہ کام کرتے اور ان کے ضمن میں تم بھی آجاتے تو میں معاف بھی کر دیتا، لیکن تم نے یہ کام جدا گانہ کیا ہے لہذا یہ مال تمہیں نہیں ملے گا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی یہ شرکت مضاربہ باقاعدہ رائج رہی اور اس کے مطابق کاروباری اصول آگے بڑھائے جاتے رہے۔

شرکت مضاربہ کا رکن

بیع مضاربہ کا رکن ایجاب و قبول ہے۔

جس طرح کہ نکاح میں ایجاب و قبول ہوتا ہے، بیع و شراء میں ایجاب و قبول

ہوتا ہے، ایسے ہی شرکت مضاربہ میں بھی ایجاب و قبول ہے۔

www.SirateMustaqeem.net

الفاظ ایجاب

مُضَارَبَةٌ مُقَارَضَةٌ مُعَامَلَةٌ

مثلاً کوئی شخص کسی کو پیسے دے، کہے کہ میں تجھے مضاربت کے لئے دے رہا ہوں یا کہے مقارضت کے لئے دے رہا ہوں، یا معاملت کے لئے دے رہا ہوں یا اس نے ملتے جلتے اپنی بولی کے لفظ بولتا ہے، اب اس میں ایجاب پایا جائے گا، لیکن آگے دوسرے پر موقوف ہے۔

الفاظ قبول

اگر وہ دوسرا شخص یہ کہتا ہے کہ میں نے یہ پیسہ قبول کر لیا اور تمہاری طرف سے یہ پیشکش قبول کر لی ہے، تو اب ایجاب بھی پایا گیا اور قبول بھی پایا گیا، اس کے ساتھ عقد پورا ہو جائے گا، لیکن ابھی عقد لازم نہیں ہوگا کہ اس کے بعد فوراً کاروباری شراکت کے قوانین لاگو ہو جائیں یا متحرک ہو جائیں، جب تک وہ بندہ جو دوسری طرف سے کام کروانے والا ہے وہ پیسہ اس کی مٹھی میں نہیں دے گا اور وہ آگے کاروبار شروع نہیں کر دے گا، اس وقت تک عقد مضاربت عملاً شروع نہیں ہوگا۔ اس کے بعد اس کے سارے مسائل اور ساری شقیں اس پہ لاگو کر دی جائیں گی۔

اقسام مضاربت

مضاربت کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مطلقہ

۲۔ مقیدہ

مضاربت مطلقہ

هِيَ أَنْ يَدْفَعَ شَخْصٌ الْمَالَ إِلَى آخَرَ بِدُونِ قَيْدٍ أَوْ مِنْ غَيْرِ تَعْيِينَ الْعَمَلِ وَالْمَكَانِ وَالزَّمَانِ

مضاربت مطلقہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو پیسہ دیتا ہے لیکن آگے کوئی قید نہیں لگاتا کہ تم نے اس سے خریدا کیا ہے، کس شہر میں خریدا ہے، اور کہاں بیچنا ہے اور کس وقت بیچنا ہے۔

نہ زمان کی شرط ہے، نہ مکان کی شرط ہے، نہ جنس کی شرط ہے، اس نے پیسہ دیا ہے، تمہاری مرضی ہے جو کاروبار کروں گے ہمارے درمیان اس طرح تقسیم ہو جائے گا، اس کو مضاربت مطلقہ کہا جاتا ہے۔

مضاربت مطلقہ کے بعد پھر اس کو مقید نہیں کر سکتا ہے، جب عامل کاروبار شروع کر دے تو یہ اس کو روک نہیں سکتا کہ تم نے فلاں کاروبار کرنا ہے وہ بعد میں نہیں کہہ سکتا، وہ آغاز میں شرائط لگا سکتا تھا، لیکن درمیان میں کوئی شرط نہیں لگا سکتا۔

مضاربت مقیدہ

هِيَ أَنْ يَعْينَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى آخَرَ أَلْفَ دِينَارٍ مَثَلًا مُضَارَبَةً عَلَى أَنْ يَعْمَلَ بِهَا فِي بَلَدٍ مُعَيَّنَةٍ أَوْ فِي بَضَاعَةٍ مُعَيَّنَةٍ أَوْ فِي وَقْتٍ مُعَيَّنٍ أَوْ لَا يَبِيعُ وَلَا يَشْتَرِي إِلَّا مِنْ شَخْصٍ مُعَيَّنٍ

(البدائع: ۸۷-۹۸)

www.SirateMustaqeem.net

مضاربت مقیدہ یہ ہے کہ ایک شخص کسی کو پیسہ دیتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تم نے کپڑے کا کام کرنا ہے، اب اس کے لئے لازم ہے کہ وہ کپڑے کا ہی کاروبار کرے گا، اگر اس کو کہتا ہے کہ تم نے فرنیچر کا کام کرنا ہے تو وہ فرنیچر کا کام کرے گا، وہ اور کسی کام میں پیسہ نہیں لگا سکتا، اگر وہ یہ کہے کہ تم نے گوجرانوالہ میں ہی کام کرنا ہے تو اس کو گوجرانوالہ میں ہی کام کرنا پڑے گا، تو یہ مضاربت مقیدہ ہے کہ جس میں تعین زمان کے لحاظ سے، مکان کے لحاظ سے، عمل کے لحاظ سے، اب اگر وہ شخص مخالفت کرتا ہے تو اس کے لئے جائز نہیں ہے۔

شرائط مضاربت

مضاربت کے صحیح ہونے کے لئے کچھ شرائط ہیں، ہمارے ہاں تو صرف یہی سمجھا جاتا ہے کہ ایک کا پیسہ ہو اور دوسرے کا کام ہو تو یہ کافی ہے اور کسی شرط کی ضرورت نہیں ہے جو اسلام نے لگائی ہے، اب فریقین اپنی اپنی شرطیں لگالیں اور اسلام سے نہ پوچھیں تو اسلام ان میں برکت نہیں ڈالے گا اور ان کے کاروبار کو جائز بھی قرار نہیں دے گا، جس وقت اسلام سے پوچھے کہ اے اسلام! تم بھی بتاؤ تمہاری شرائط کیا ہیں؟

اسلام کی شرائط کو اگر درمیان میں رکھ دیا جائے تو یہ فرق ہے جو ایک مومن اور کافر میں ہوتا ہے، کافر لقمہ کھاتے ہوئے یہ نہیں سوچتا کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے، جو آتا ہے دبا جاتا ہے، مگر مومن پہلے یہ چیک کرتا ہے کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے۔ یہ ہماری دنیا میں اور کفار کی دنیا میں فرق ہے، وہ کاروبار کرتے ہیں تو صرف

دنیا کے لئے کرتے ہیں، ہم کاروبار کریں پھر بھی دین کے لئے کرتے ہیں۔
مضاربت کی تین شرائط ہیں۔ کچھ شرائط پیسے کے اندر ہیں، اور کچھ شرائط
عائدین میں ہیں، اور کچھ شرائط منافع میں ہیں۔

1- شرائط رأس المال

رأس المال میں چار شرائط ہیں:

أَنْ يَكُونَ رَأْسَ الْمَالِ مِنَ النُّقُودِ الرَّائِجَةِ

پہلی شرط یہ ہے کہ رأس المال نقد و رائجہ میں سے ہو۔

یعنی یا تو وہ سونا ہو یا چاندی ہو، یا ان کے قائم مقام روپیہ ہو، اس کے سوا کسی
چیز کو Partnership کے لئے پیش نہیں کیا جاسکتا، یعنی ایک شخص یہ کہے کہ یہ کار
لے لو اور کرایہ پر چلاؤ، Driving کرو، جو کرایہ اکٹھا ہوگا، وہ نصف نصف کر لیں
گے تو اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا، یہاں مضاربت کے لئے پیسے کا دینا ضروری ہے
، جب تک رأس المال پیسہ نہیں ہوگا، اس کو شرکت مضاربت نہیں کہا جاسکتا۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے یہاں پر یہ وضاحت کی ہے کہ:

اگر کوئی اس طرح کہے کہ یہ میں تجھے کار دے رہا ہوں، تم اس کو بیچ لو اور اس
کے پیسے سے کاروبار کرو تو اب جائز ہوگا، کیونکہ اس نے خود کار بحیثیت پیسہ دی ہے،
یہ نہیں کہا کہ اس کو برقرار رکھو اور پھر اس کے ساتھ کاروبار کرو تو پھر ساری صورتیں
جائز ہو جائیں گی، لیکن جو یہ کہے کہ یہ مچھلیوں کا جال میرا ہے اور تم مچھلیوں کا شکار کرو
، تو یہ جائز نہیں ہوگا، اس واسطے کہ جال کوئی پیسہ نہیں ہے، وہ ایک مستقل چیز ہے، لہذا

اس صورت میں مضاربت ناجائز ہوگی۔

2- رَأْسُ الْمَالِ معلوم

دوسری شرط یہ ہے کہ رَأْسُ الْمَالِ معلوم ہو، یعنی جو پیسہ دیا جا رہا ہے، وہ معلوم ہو، پتہ ہو کہ لاکھ دے رہا ہوں، اگر رَأْسُ الْمَالِ معلوم نہیں ہوگا تو اس کو مضاربت نہیں کہہ سکتے، رَأْسُ الْمَالِ مجہول ہوگا تو مضاربت ناجائز ہوگی۔

اب اس صورت میں کوئی یہ کہتا ہے کہ میں تجھے کچھ پیسے دوں گا تو تم اس سے کاروبار کرو، لیکن وہ رَأْسُ الْمَالِ معین نہیں کرتا کہ تمہیں کتنے دوں گا، کچھ دے کے کہتا ہے، تم شروع کرو، جس طرح کہ ہمارے درمیان رائج ہے، تعین نہیں کی جاتی، لہذا ہر شرعی عقد میں اس کی تعین کرنا ضروری ہے۔

اگر کسی کو مزدوری پہ لگانا ہے تو پہلے بتانا ضروری ہے کہ تجھے اس کام پر اتنے پیسے دوں گا، اگر نہیں بتاؤ گے تو وہ اجارہ حرام ہو جائے گا، اس میں تعین پہلے ضروری ہے، تاکہ مزدور کی مرضی ہو تو لگے، اگر نہ ہو تو نہ لگے، اگر وہ کام کر بیٹھے اور تم کہو کہ تمہیں اتنے دوں گا، تو اس بیچارے کا حق مارا جاسکتا ہے، ایسے ہی بیع و شراء کے لحاظ سے شے کی قیمت پہلے معین کرنا پڑے گی۔

اسی طرح مضاربت میں ضروری ہے کہ جو پیسہ کاروبار میں لگاتا ہے، اس کو معین کرنا پڑے گا کہ اتنا پیسہ میں تجھے دے رہا ہوں، تم نے آگے خرچ کرنا ہے اور اس میں کاروبار کرنا ہے۔

3- عین حاضر

تیسری شرط رأس المال کی یہ ہے کہ پیسہ عین حاضر ہو، یعنی وہ پیسہ دین نہ ہو، قرض نہ ہو۔ مثلاً اس نے کسی بندے سے قرض لینا تھا، کہنے لگا جو میں نے قرض لینا ہے اس سے کاروبار شروع کر دو، تو اب یہ بھی partnership صحیح نہیں ہوگی۔ پہلے پیسہ موجود ہو، عین ہو، قرض نہ ہو، پھر جا کر اس کو شرعی طور پر مضاربت کہیں گے، ورنہ شرعی طور پر کبھی بھی مضاربت نہیں کہا جاسکتا۔

4- اَنْ يَكُوْنَ رَأْسُ الْمَالِ مُسَلَّمًا اِلَى الْعَامِلِ

چوتھی شرط یہ ہے کہ تمام رأس المال عامل کے hand over کر دیا جائے، یعنی پیسہ تو کاروبار کے لئے دے، لیکن اس کو اپنے پاس رکھے، اس کو مضاربت نہیں کہیں گے، لیکن اگر رأس المال میں یہ چاروں شرائط موجود ہوں گی تو پھر ایک شعبہ اسلام کی طرف سے clear ہو جائے گا۔

شرائط عاقدین

عاقدین میں بھی کچھ شرائط ہیں۔

دو بندے آپس میں جو کاروبار کرنا چاہتے ہیں، ان میں بھی کچھ شرائط ہیں:

1- پہلی شرط یہ ہے کہ عاقدین عاقل ہوں، اگر ان میں سے ایک

پاگل ہے، مجنون ہے، اور دوسرا اس کا پیسہ لے کے کاروبار کرنا چاہتا ہے، تو اس کو شرعی طور پر مضاربت نہیں کہا جائے گا، باقاعدہ وہاں تو کیل پائی جائے اور دونوں صحیح

العقل ہوں، تو پھر جا کر مضاربت بنے گی۔

2- مضاربت مسلمان اور ذمی دونوں میں ہو سکتی ہے، ایک مسلمان ہے اور دوسرا ذمی ہو تو اس کے ساتھ بھی مضاربت ہو سکتی ہے، مسلمان ذمی کو پیسے دے کہ تم کاروبار کرو، تو اس میں مضاربت پائی جائے گی۔

شراط ربح

ربح کی کل چار شرطیں ہیں

1- أَنْ يَكُونَ الرَّبْحُ مَعْلُومَ الْقَدَرِ

ربح کی پہلی شرط یہ ہے کہ ربح پہلے دن ہی معلوم ہے، اگر ربح معین نہیں کرتے تو وہ مضاربت حرام ہے، پہلے دن یہ تعین ہو جائے کہ جس نے پیسہ دیا یا جس نے لیا، دونوں طے کر لیں کہ منافع نصف نصف ہوگا، یا جس لحاظ سے بھی ہوگا، وہ معین ہونا ضروری ہے، ورنہ مجہول ہونے کی صورت میں وہ سارے کا سارا سود بن جائے گا اور حرام کا کاروبار ہوگا۔

2- أَنْ يَكُونَ الرَّبْحُ جُزْءًا مُشَاعًا

ربح میں دوسری شرط یہ ہے کہ ربح میں تعین جزء شائع کے لحاظ سے ہونی چاہئے، یہ نہ کہو کہ دو ہزار تیرا ہوگا اور پانچ ہزار میرا ہوگا، یا دس ہزار تیرا ہوگا اور دس ہزار میرا ہوگا، اس طرح ناجائز ہے، بلکہ اس طرح کہو کہ نصف تیرا ہے اور نصف میرا ہے، تاکہ وہ نصف تھوڑے میں بھی رائج ہو سکے، زیادہ میں بھی رائج ہو سکے۔

اگر معین کردو تو ہو سکتا ہے، اتنے پیسے ہی نہ ہوں تو پھر وہ کہاں سے پورے کئے جائیں گے، اگر سارا منافع ہوتا ہی پانچ ہزار ہے اور تقسیم دس ہزار کے لحاظ سے کیا ہوا ہے تو پھر کس طرح پورا ہو سکے گا، کسی کا نقصان ہو جائے گا، اس پر ظلم ہو جائے گا، اسلام کے راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام بتانا چاہتا ہے کہ تجھے اپنے منافع کا اتنا پتہ نہیں، جتنا اسلام کو تمہارے منافع کا پتہ ہے۔ ہو سکتا ہے تم میں سے کوئی مار کھا جائے، لیکن اسلام کے دونوں ہی پیارے ہیں۔

اس واسطے اسلام کسی کو بھی نقصان نہیں دینا چاہتا، اسلام کہتا ہے، مجھ سے پوچھ کے چلو، تاکہ دونوں کا پیسہ محفوظ رہے۔

3- الرِّبْحُ غَيْرُ أَصْلِ الْمَالِ

ربح کی تیسری شرط یہ ہے کہ ربح اصل مال کے علاوہ ہو، یہ نہیں کہ اصل کو منافع میں شمار کر کے تقسیم کرنا شروع کر دو، بلکہ اصل پیسہ محفوظ رہے، اس سے کسی کو منافع نہیں دیا جاسکتا، profit اس کے سوا کو شمار کیا جائے گا اور اس کو آگے پھر تقسیم کیا جائے گا۔

4- أَنْ تُعْطِيَ مِائَةَ رُوبِيَّةٍ فِي كُلِّ شَهْرٍ بِغَيْرِ رِبْحٍ

مالک عامل سے کہے کہ منافع جتنا ہوگا، وہ تو تقسیم کریں گے لیکن ہر مہینے تم نے مجھے ایک سو روپیہ دینا ہے، اگر ایسا کریں گے تو پھر بھی سود ہو جائے گا، اس صورت میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مہینے کے بعد سوبنے ہی نہ، پھر مضارب کو تو نقصان ہوگا کہ مستقل اس کو علیحدہ دیا جا رہا ہے، اس طرح اس کو علیحدہ معین کر لینا یہ شرعی طور

پر ناجائز ہے۔

منافع کے لحاظ سے تو مال تقسیم ہوگا، لیکن ایک سو کو معین کر دے تو یہ ناجائز ہے، اسلام قبول کر کے ہم نے عہد کیا ہے کہ اے اللہ ہم نماز بھی تیری پسندیدہ پڑھیں گے اور تجارت بھی تیرے حکم کے مطابق کریں گے۔

اس واسطے یہ دین کے ساتھ غداری ہے کہ کوئی بندہ یہ سمجھے کہ اسلام private رکھوں گا، مرضی اپنی کروں گا۔ اسلام ایسا نہیں ہے جو کسی کے ساتھ چٹنا رہے، جو اسلام کو private کر دے گا، اسلام اس کو private کر دے گا۔ اسلام regular ہے، عقیدہ ہو، مذہب ہو، عبادت ہو، معاملات ہوں، اسلام میں کسی چیز کی کوئی کمی نہیں ہے، کلمہ تو اسلام کا ہے، لیکن تجارت انگریزوں والی ہے، نہیں نہیں، اسلام کہتا ہے، عبادت بھی میری مرضی سے کرنی پڑے گی اور شراکت بھی میری مرضی سے کرنی پڑے گی۔

اب دیکھو ناں کتنی اس میں حکمتیں ہیں۔

ہمیں اتنا فائدے کا پتہ نہیں، جتنا ہمارے رب کو پتہ ہے، وہ ہمارا خالق ہے، اس کا جو فائدہ ہے، اس میں حکمتیں ہیں، اگرچہ بظاہر کہیں ہمیں نقصان بھی لگے تو ہمیں اپنی عقل کو دلاسا دینا چاہئے کہ تجھے اصل کا پتہ نہیں، جب رب فرما رہا ہے تو یقیناً اس میں ہمارا بھلا موجود ہے۔

مضارب کے حقوق

جو بندہ کام کر رہا ہے اور کاروبار کر رہا ہے، اس کے بھی حقوق ہیں۔

www.SirateMustaqeem.net

1- ایک حق اس کا یہ ہے کہ منافع میں سے اس کو حصہ ملے، لیکن ایک حق نفقہ کا ہے، تجارتی سفر میں جتنا خرچہ ہوگا رہائش کا، وہ سارے کا سارا مالک پر ہے کہ وہ اس کو دے یعنی نفقہ سارے کا سارا مالک پر ہوگا کہ مالک اس کے اخراجات پورے کرے، اس کو منافع میں رکھ کر اسی کا حصہ بنا کر اس کے حساب سے نہیں کاٹا جائے گا جتنا تم نے پہلے خرچہ کر لیا لہذا منافع سے اس کو کاٹ لیں، نہیں، شریعت مطہرہ نے یہ لازم کیا ہے کہ یہ جو اخراجات ہوں گے، نفقہ ہوگا اور جتنا بھی خرچہ ہوگا، یہ مالک کے پیسے سے ہوگا۔

یہاں تک امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بیان فرمایا: اگر وہ بیمار ہو جاتا ہے، کاروبار کرنے والا مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے، تو مالک پر اس کی دوائی بھی لازم ہے، یعنی اس کا علاج بھی مالک پر لازم ہے۔

جب پیسہ دیا ہے اور آپس میں partnership بنائی ہے، علاج بھی مضارب کا مالک کے ذمے ہے، اب یہاں سے پتہ چلا ہے کہ جنہوں نے دو اور دو چار کارٹا لگایا ہوا ہے، اب ان سے پوچھو، اگر مضاربت میں مریض ہو جائے تو اس کا فائدہ کہاں سے آئے گا، اس پر آیت پیش کرو یا حدیث پیش کرو، سورج مغرب سے نکل آئے گا لیکن وہ پیش نہیں کر سکیں گے اگر پیش کریں گے تو امام صاحب کی فقہ پیش کریں گے اور انہیں ماننا پڑے گا کہ یہ امام ہیں کہ جن کا ہم پر احسان ہے، آج جو ہمارے لئے باتیں ڈھونڈنا مشکل تھیں، انہوں نے پانچ لاکھ مسائل امت کو حل کر کے بتادینے۔

مضاربت فاسدہ

مضاربت فاسدہ کو بیان کرنا بھی بڑا ضروری ہے، پہلے جو میں نے بیان کیا کہ اگر شرائط میں سے کہیں کوئی شرط نہیں پائی جائے گی، وہ شرائط جو اسلام نے لگائی ہیں تو مضاربت فاسدہ ہو جائے گی، ختم ہو جائے گی۔ اب جس وقت مضاربت فاسدہ ہوگی تو پھر اس وقت اس کا حکم کیا ہوگا۔

مثال کے طور پر ایک شخص نے کسی کو کار دی تھی اور کہا تھا کہ تم **driving** کرو، جو روزانہ ہمیں بچے گا، وہ ہم تقسیم کر لیں گے، کار میری ہے، **driving** تمہاری ہوگی، اسلام نے کہا میں راضی نہیں ہوں، اس واسطے کہ یہاں جو کچھ دیا جا رہا ہے، وہ پیسہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کو بیچنے کا حکم دیا جا رہا ہے، لہذا یہ مضاربت فاسدہ ہے۔

لیکن جو کام کر چکے ہیں، اس کا حکم اور حل کیا ہوگا؟

ایک مہینے کے بعد پتہ چلا کہ یہ تو مضاربت فاسدہ تھی، تو پھر ان کا فیصلہ کیسے کیا جائے گا؟

اسلام نے یہ روشنی دی، جہاں بھی مضاربت فاسدہ ہوگی، وہاں پر یہ قانون سامنے رکھو کہ جو کام کرنے والا ہے، اس کو تنخواہ دی جائے گی، یعنی جتنی **driver** کی تنخواہ بنتی ہے، اتنی تنخواہ اس **driver** کو دی جائے گی اور **profit** سارے کا سارا کار والے کا ہوگا۔

جہاں جہاں بھی مضاربت فاسدہ ہوگی تو سارا **profit** مالک کا ہوگا اور جس نے کام کیا ہو اس کو بھی اسلام محروم نہیں رکھے گا، اس کو مزدوری دی جائے گی،

اس کا جتنا ٹائم بنتا ہے، اتنا اس کے لئے وظیفہ مقرر کیا جائے گا۔ اسی طرح کسی نے کہا کہ جال میرا ہے، اس سے مچھلیاں پکڑ کے لاؤ، عامل نے مچھلیاں پکڑیں، اب یہ مضارب بت فاسدہ ہے، جتنی مچھلیاں ہوں گی، وہ ساری مالک کی ہوں گی اور مضارب کو اس کے گھنٹوں کے لحاظ سے اجرت دی جائے گی۔

اسی طرح مضارب بت فاسدہ کے لحاظ سے اس بات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ اگر کوئی بھی ایسی شق پائی گئی کہ جس سے مضارب بت باطل ہوتی ہے تو پھر اس کے بعد اس کو نافذ العمل نہیں سمجھا جائے گا اور وہ مضارب بت باطل ہو جائے گی۔ اگرچہ بڑا بڑا معاہدہ تھا لیکن پانچ اسباب ایسے ہیں، ان میں سے ایک بھی پایا گیا تو وہ partnership ختم ہو جائے گی، اور اس کے بعد اس کا کوئی قانونی حل نہیں کیا جاسکتا۔ وہ پانچ اسباب یہ ہیں

پہلا سبب

مالک اگر مضارب کو معزول کر دیتا ہے، اعلان کر دیتا ہے کہ میرے کاروبار کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور ہم اس کو ختم کر رہے ہیں، اس کو حق ہے، وہ مضارب بت کو ختم کر سکتا ہے، لہذا اس کی طرف سے مضارب کو معزول کرنے کا اعلان جب ہو جائے گا تو اس کے ساتھ وہ مضارب بت ختم ہو جائے گی، اس کے بعد پہلے اشتراک کے لحاظ ان کا کام آگے نہیں چل سکے گا۔

دوسرا سبب

دوسرا سبب یہ ہے کہ جب جانبین میں کسی ایک کا وصال ہو جائے تو پھر وہ

مضاربت ختم ہو جائے گی، یعنی آگے ورثاء کی طرف نہیں جائے گی، مالک کا وصال ہو جائے یا کاروبار کرنے والے کا وصال ہو جائے تو وہیں پر وہ معاملہ رک جائے گا، یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کے بیٹے کہیں، ہم اس کی جگہ ہیں، یہ سلسلہ ہمارے ساتھ بھی یوں چلے گا، پہلی مضاربت برقرار نہیں رہ سکے گی، جانشین میں سے جب ایک کا وصال ہو جائے گا تو اس کے ساتھ ہی پہلا اشتراک ختم ہو جائے گا۔

تیسرا سبب

متعاقدین میں سے ایک مجنون ہو جائے تو پھر بھی مضاربت ختم ہو جائے گی، مالک مجنون ہو گیا ہے یا کاروبار کرنے والا مجنون ہو گیا ہے، ان دونوں صورتوں میں جب کوئی ایک مجنون ہو جائے، تو وہاں ہی مضاربت ختم ہو جائے گی، اس کے بعد شرعی طور پر اس کو نافذ نہیں کیا جاسکتا۔

چوتھا سبب

اگر مالک مرتد ہو جائے تو اس کے بعد بھی مضاربت ختم ہو جائے گی۔ پیسے کا مالک اگر اسلام سے پھر گیا تو اب وہ مضارب ختم ہے، اس مضاربت پر وہ بندہ مزید کام نہیں کر سکتا، جو کچھ پہلے ہو گیا ہے، اس کو تقسیم کیا جائے گا۔

پانچواں سبب

مال مضاربت مضارب کے پاس ہلاک ہو جائے۔ یعنی عامل تجارت کے لئے نکلا ہوا تھا، سارا مال چوری ہو گیا، اس پر بھی مضاربت ختم ہو جائے گی، اس میں

مسئلہ کیا ہوگا، عامل کے اور مالک کے درمیان جو پیسہ تھا یا مضارب نے پیسے کا سودا خریدا ہوا تھا، وہ گم ہو گیا، چوری ہو گیا، اس کو آگ لگ گئی، وہ پانی میں ڈوب گیا، تو کیا اس کو اپنی طرف سے تاوان دینا پڑے گا یا نہیں دینا پڑے گا۔ تو اس صورت میں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ یہ مضارب بت کا مال امانت سمجھا جاتا ہے۔

وہاں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بطور فرض دیا تھا اور پھر اس کو مضارب بت کا رنگ دیا گیا، اصل جہاں پہ عقد مضارب بت ہوتا ہے تو مضارب کے پاس مالک کا مال بطور امانت ہے اور امانت کے بارے میں قانون ہے کہ اگر اس کے اندر بندے کی غفلت کا دخل ہو تو پھر اس کو تاوان دینا پڑے گا اور اگر اس میں غفلت کا دخل ہی نہیں ہے تو پھر اس پر اس صورت میں کوئی تاوان نہیں آئے گا۔

لہذا مضارب کے پاس اصل پیسہ ہو یا اس سے خریدی ہوئی چیز تھی، اس کے بعد اگر اس کے اپنے عمل کے بغیر مال یا پیسہ ہلاک ہو گیا تو ایسی صورتحال میں اسلام اس پر جو نہیں ڈالے گا کہ اس پر سارا تاوان ڈال دے کہ تم سارا ادا کرو، نہیں نہیں، ایسی صورتحال میں اس سے کوئی تاوان وصول نہیں کیا جائے گا۔

مضارب بت کے لحاظ سے میں نے ایک مختصر سا خاکہ آپ کے سامنے پیش کیا ہے، اصل جو شراکت کے اصول ہیں، وہ بہت زیادہ ہیں، ایک شعبہ ہم نے آج کے سبق میں پڑھا اور اس کے جزئیات کو سامنے رکھا۔

میری دعا ہے کہ رب ذوالجلال ہمیں سمجھ کر اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَأَخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

www.SirateMustaqeem.net